

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

MAJLIS DANIS KADAMA
BUSTAN-UL-AJIB
ABAD RACHMA

وَتَعِزُّزٌ وَلَا تَوْقِرٌ وَلَا
اور ان کی تعظیم کرو اور ان کی توقیر کرو (فتح ۹۰)



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے ، پی۔ ایچ۔ ڈی

بین الاقوامی سلسلہ اشاعت نمبر

۳

ادارہ مسعودیہ
۶/۵، ای، ناظم آباد۔ کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَتَعِزُّرُوهُ وَتُوقِرُوهُ

اور اُن کی تعظیم کرو اور اُن کی توقیر کرو (فتح : ۹)

تعظیم و توقیر

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے ، پی۔ ایچ۔ ڈی



بین الاقوامی سلسلہ نمبر

۳

ادارہ مسعودیہ ۶/۴، ای۔ ۵، ناظم آباد، کراچی
(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

مختصر و در کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بلوغ الاحكام بحالہ

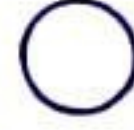
کشف اللہ عنہ بحالہ

حُدُودِ حُرْمَتِ حُضْرِهِ

عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام

کلام شیخ سعیدی

کتبہ گوہر قلم



ہم قرآن کریم نہیں دیکھتے، ہم قرآن حکیم نہیں پڑھتے، سنی سنائی پر یقین کر لیتے ہیں، بہت بھولے ہیں۔ جب قرآن کریم میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہر بات کی تفصیل موجود ہے تو پھر قرآن کریم سے کیوں نہ پوچھا جائے۔ ادھر ادھر کیوں بھٹکتے رہیں؟ ایک ایک کلمہ کیوں تکتے رہیں؟ کوئی کچھ بتاتا ہے، کوئی کچھ دل اُلجھ کر رہ جاتا ہے، دماغ پر اگندہ ہو جاتا ہے۔ متاعِ عشق و محبت برباد ہونے لگتی ہے، جب وہ برباد ہو گئی تو پھر کیا رہ گیا؟ ایک خاک کا ڈھیر، ایک بے جان لاشہ۔ محبت کی باتیں اتنی مشکل نہیں جو سمجھ میں نہ آسکیں۔ دل والا ہو تو بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ یہ باتیں دماغ سوزی سے سمجھ میں نہیں آتیں۔

ہے دانش برہانی حیرت کی فراوانی

کسی بھی شخصیت سے جب تک محبت نہ ہو اور اس کی عظمت کا نقش دل میں نہ بیٹھے، اُس کے حضور ادب کا جذبہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے جب محبت کی بات کی تو اپنی اور اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ایک ہی معیار رکھا، دو معیار نہ رکھے تاکہ آپ کی قدر و منزلت کا بخوبی اندازہ ہو جائے۔ اپنی جان سے بڑھ کر آپ سے محبت کو ایمان کے لیے شرط اول قرار دیا (توبہ: ۱۲) اور اس محبت کو تعظیم کے لیے شرط اول قرار دیا۔ اور تعظیم کو ادب کے لیے شرط اول قرار دیا۔ فرشتوں کے دل میں حضرت آدم علیہ السلام کا نقشِ عظمت بیٹھا تو سب کے سب سجدہ ریز ہو گئے۔

برادرانِ یوسف (علیہ السلام) کے دل میں جب حضرت یوسف علیہ السلام کا نقشِ عظمت بیٹھا تو سب کے سب اُن کے حضور سجدے میں گر پڑے۔ ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کو محض ایک بشر اور انسان سمجھا اس لیے تعظیم کے لیے تیار نہ ہوا، ہمیشہ کے لیے مردود و ذلیل ہوا۔ محبتِ فکر و نظر میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے، یہ انقلاب پیدا نہ ہو تو انجام وہی ہوتا ہے جو ابلیس کا ہوا۔ ہمیں ہر آن اپنے فکر و نظر کی حفاظت کرنی چاہیے۔ کوئی مسلمان انبیاء علیہم السلام کو محض ایک انسان اور بشر نہیں سمجھ سکتا کیوں کہ یہ فکر و خیال ابلیس کا ہے، یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین کا ہے جس کا بار بار قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک بار جو یہی بات کہلوائی (کہف، ۱۰) تو اس میں کفار و مشرکین کے خیالِ باطل کی تردید ہے کہ اگر ظاہری صورت میں تم کو بشر نظر آ رہا ہوں تو تم یہ نہیں دیکھتے کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے، تم میں سے کس پر وحی نازل ہوئی؟ تو پھر تم جیسا بشر کیسے ہوا؟



اللہ تعالیٰ نے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نقشِ دلوں میں جمایا پھر آپ کی عظمت کا نقشِ دلوں میں بٹھایا تاکہ جب ادب کی باتیں کی جائیں تو یہ باتیں دلوں میں بیٹھتی چلی جائیں۔ تعظیم و تکریم کے لیے فرمایا:-

- ① میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم کرو۔
- ② اس رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔
- ③ تو وہ جو اس پر ایمان لائیں، اور اس کی تعظیم کریں۔

ایمان لانے کے بعد ہی تعظیم کا ذکر فرمایا پھر دل و جان سے مدد کرنے کا ذکر فرمایا، پھر آپ کی اطاعت و پیروی کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد یہ خوشخبری سنائی کہ ایمان لانے والے تعظیم کرنے

۵۵ سورۃ یوسف: ۱۰۰ ۵۶ سورۃ اعراف: ۱۱-۱۳ ۵۷ سورۃ ابراہیم: ۱۰، انبیاء: ۲۴-۲۳، شعراء: ۱۸۶، یس: ۱۵، ہود: ۲۴ ۵۸ سورۃ مائدہ: ۱۲

والے، مدد کرنے والے، اطاعت و پیروی کرنے والے ہی تو بامراد ہیں۔۔۔۔۔ بیشک دونوں جہاں میں سرفرازی کا یہی طریقہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے، آپ کی دل و جان سے تعظیم کی جائے اور اس تعظیم و ادب کو اپنے قول و عمل سے ظاہر کیا جائے۔۔۔۔۔ محبت کی خوشبو پھیلے بغیر نہیں رہتی۔۔۔۔۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی اطاعت کا ذکر فرمایا ہے وہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا بھی ذکر فرمایا ہے۔۔۔۔۔ جہاں اپنے حضور نافرمانی کا ذکر فرمایا ہے وہاں نبی کریم کے حضور بھی نافرمانیوں کا ذکر کیا ہے۔۔۔۔۔ اور یہ کہیں نہ فرمایا کہ جس نے اللہ کی اطاعت کی اس نے رسول کی اطاعت کی بلکہ یہ فرما کر آپ کی عظمت کو بڑھایا، جس نے رسول کی اطاعت کی، اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔۔۔۔۔ مقصود و مطلوب آپ کی محبت و اطاعت ہے جس نے آپ سے محبت کی اُس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے آپ کی اطاعت کی اللہ کا محبوب بن گیا۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کے آثار اور نشانیوں کی تعظیم کا بھی حکم دیا ہے۔۔۔۔۔ کہ محبوبوں سے نسبت رکھنے والی چیزیں بھی محبوب ہوتی ہیں۔۔۔۔۔ یہی محبت کی فطرت ہے۔



کسی بھی شخصیت کا نقشِ عظمت دل میں بٹھانے کا ایک یہ بھی طریقہ ہے کہ اس کی آمد آمد کا ذکر کیا جائے اور اس کا نام نہ بتایا جائے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ظہورِ قدسی سے لاکھوں، کروڑوں سال پہلے انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا اور اُن سے یہ عہد لیا کہ جب وہ آنے والا آئے تو سب اُس پر ایمان لائیں اور دل و جان سے اس کی مدد کریں۔۔۔۔۔ یہ معمولی واقعہ نہیں ایک عظیم واقعہ ہے۔۔۔۔۔ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ کی بنیادیں اٹھائے تھے تو دونوں ہاتھ پھیلاتے اس آنے والے کے لیے دعا فرما رہے تھے۔۔۔۔۔ پھر ظہورِ قدسی سے تقریباً ۵۰ سال قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک عظیم اجتماع سے خطاب فرما رہے ہیں اور اُس آنے والے رسول کی خبر دے رہے

۱۵۷ ایضاً : ۱۳۷ سورۃ آل عمران : ۱۳۲ ، سورہ نساء : ۱۳۷ سورۃ نساء : ۸۰ ، آل عمران : ۳۲ ، ۱۳۶
 ۱۵۸ سورۃ آل عمران : ۳۱ سورۃ حج : ۲۰ ، ۲۱ سورۃ آل عمران : ۸۱
 ۱۵۹ سورۃ بقرہ : ۱۲۹

ہیں، ہر امتی کو جس کا انتظار تھا اور جس کے وسیلے سے فتح و نصرت کے لیے دعائیں مانگی جاتی تھیں۔

(لقمہ: ۸۹) — فرما رہے ہیں، میرے بعد ایک رسول آنے والا ہے جس کا نام احمد ہوگا۔

یہ رفیع ذکر کا وہ نظارہ ہے جو سائے عالم کو دکھایا گیا تاکہ آپ کی شان اور دو بالا ہو جائے۔

پھر جس کی آمد آمد کا ذکر کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے اپنی اپنی امتوں میں کیا اور دنیا میں

ایک غلغلہ پیا ہوا، اچانک اُس پیکر نوری کی آمد کا اعلان فرمایا گیا۔ اور آپ کو ساری مخلوق میں

افضل و برگزیدہ بنایا گیا۔ آپ کی عظمت و شان کے اظہار کے لیے آپ کے آباء کی قسم کھائی

آپ کی حیات مبارک کی قسم کھائی۔ آپ کے شہر مقدس مکہ معظمہ کی قسم کھائی۔

آپ کے اخلاق عالیہ کا ذکر فرمایا۔ آپ کی عادت کریمہ کا ذکر فرمایا۔ آپ کے علم و فضل

کا ذکر فرمایا۔ آپ کی رحمت عامہ کی شان یہ بتائی کہ سائے عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔

تبلیغ و ارشاد کی شان یہ بتائی کہ آپ کی ذات سائے عالم کے لیے کافی ہے۔ نبوت و رسالت

کی شان یہ بتائی کہ اب قیامت تک صرف آپ ہی کا فیض جاری رہے گا، کوئی نبی و رسول نہیں آئے گا

اور قیامت کے دن عرش کے داہنی جانب صرف اور صرف آپ کی کرسی رکھی جائے گی (ترمذی شریف،

کتاب المناقب) یہ ساری باتیں اس لیے کہی گئیں تاکہ سننے والوں کے دلوں میں آپ کا نقشِ عظمت قائم ہو

اور کوئی آپ کے ظاہر کو دیکھ کر اپنے جیسا انسان نہ سمجھ بیٹھے اور دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہو۔

جس طرح کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ نے سمجھا اور ذلیل و رسوا ہوئے۔ قرآن کریم کا دامن حضور

انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کے موتیوں سے بھرا ہوا ہے، دیکھنے کے لیے نظر چاہیے۔

آئیے کچھ اور نظارہ کریں۔ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ خود ہر مسلمان کی رگ جاں سے قریب ہوا۔

۱۸ سورہ صف: ۶ ۱۹ سورہ قدر: ۲ ۲۰ سورہ مائدہ: ۱۵

۲۱ مسلم شریف، باب فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ترمذی شریف، کتاب التفسیر ۲۲ سورہ بلد: ۳ ۲۳ سورہ حجر: ۲

۲۴ سورہ بلد: ۳-۱ ۲۵ سورہ قلم: ۴ ۲۶ سورہ توبہ: ۱۳۸

۲۷ سورہ تکویر: ۲۴، سورہ نسا: ۱۱۳ ۲۸ سورہ انبیاء: ۱۰۷ ۲۹ سورہ سبا: ۲۸

۳۰ سورہ احزاب: ۴۰ ۳۱ سورہ ابراہیم: ۴۰ ۳۲ سورہ قی: ۱۶

اور تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر مسلمان کی جاں سے قریب کیا^{۳۳}۔ خود فرمایا ہے میں، کوئی مومن ایسا نہیں جس کے ساتھ میں، دنیا و آخرت میں قریب نہیں^{۳۴}۔ آپ کی شان کیا بیان کی جائے، ساری امت پر آپ کو گواہ بنایا گیا^{۳۵}۔ آپ کو وہ قرآن عطا فرمایا جس میں ہر چیز کا روشن بیان اور تفصیل موجود ہے^{۳۶}۔ آپ کو ہزار مہینوں سے افضل لیلۃ القدر عطا کی گئی^{۳۷}۔ آپ کو مقام محمود کی بشارت سنائی گئی^{۳۸}۔ آپ پر درود بھیج کر اُس مسند عظمت پر بٹھایا گیا جس کی بندگیوں کا ادراک انسان کے بس کی بات نہیں۔ آپ ہی کی رضا و خوشنودی کے لیے قبلہ کا رخ بدل دیا گیا (بقرہ: ۱۴۴)۔ بیشک ﷺ تو جدھر ہے ادھر خدائی ہے۔



اللہ کو اپنے محبوبوں سے بڑی محبت ہے۔ اُن سے تو محبت ہے ہی، اُن چیزوں سے بھی محبت ہے جن سے محبوبوں کو نسبت ہے۔ اس رمز محبت کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ دل میں اتار لیجئے۔ لکڑی کا وہ صندوق جس میں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے تبرکات تھے، قرآن حکیم نے اس کو چَہین کا گھر^{۳۹} قرار دیا اور فرشتوں نے اسے اٹھایا^{۴۰}۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نشانِ قدم کو بیت اللہ کے سامنے رکھوایا اور اپنی نشانی قرار دیا^{۴۱}۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے نشانِ راہ کو اپنی نشانی قرار دیا اور اس کے گرد چکر لگانے کی اجازت دی گئی^{۴۲}۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عالی نسبتوں کی وجہ سے دنیا کی ساری مساجد میں سے تین مسجدوں کا انتخاب فرمایا اور دروازہ کا سفر کر کے ان مسجدوں کی زیارت اور ان میں عبادت کی اجازت مرحمت فرمائی^{۴۳}۔ اس اجازت میں کیا راز تھا؟ وہی راز محبت جس کو عقل والے نہیں سمجھ سکتے۔

۳۳ سورۃ احزاب: ۶ ۳۴ بخاری شریف، کتاب الاستقراض، مسلم شریف، کتاب الحج

۳۵ سورۃ احزاب: ۴۵، سورۃ فتح: ۸، سورۃ نزل: ۱۵ ۳۶ سورۃ نحل: ۸۹، سورۃ یوسف: ۱۱۱

۳۷ سورۃ قدر: ۳ ۳۸ سورۃ بنی اسرائیل: ۹، سورۃ بقرہ: ۲۲۸ ۳۹ ایضاً، ۲۲۸

۴۰ سورۃ بقرہ: ۱۲۵، سورۃ آل عمران: ۵۷ ۴۱ سورۃ بقرہ: ۱۵۸

۴۳ جامع الرضوی، جلد ۲، ص ۳۱۲ بحوالہ بخاری شریف

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام میں سفر کر کے حاضری کی اس لیے اجازت دی کہ اس کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام اور نہ معلوم کتنے ہزاروں، لاکھوں انبیاء و صلحاء امت سے نسبت ہے اور سب بڑی فضیلت یہ ہے کہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں عبادت و ریاضت فرمائی۔ مسجد اقصیٰ میں سفر کر کے حاضری کی اس لیے اجازت دی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خیمہ کی جگہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی بنیاد رکھی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو تعمیر کرایا۔ اور مسجد نبوی شریف میں سفر کر کے حاضری کی اس لیے اجازت دی کہ اس کی تعمیر میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ لیا، اس کو مرکز اسلام بنایا، اسی کے متصل ہی قیام فرمایا۔ آج ازواجِ مطہرات کے سائے حجرے بلکہ مدینہ منورہ کا بڑا حصہ مسجد نبوی شریف میں داخل ہو گیا ہے۔ آپ خود اس مسجد شریف میں آرام فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی۔ ساری بہاریں نسبتوں کی ہیں۔ اللہ اللہ! محبوبوں کی اداؤں کو اللہ تعالیٰ نے عبادت کا حصہ بنا دیا۔ اس رمزِ محبت کو سمجھنے کی کوشش کریں پھر سب باتیں سمجھیں آتی چلی جائیں گی۔

○
جب دل میں کسی کی محبت و عظمت گھر کر جاتی ہے تو اس محبوب کے حضور ادب کے لیے اُبھارتی ہے۔ محبت خود بخود ادب سکھاتی ہے۔ وہ محبوب کی خامیاں تلاش نہیں کرتی۔ یہ اس کی فطرت کے خلاف ہے۔ وہ محبوب کی ہر ادا پہ جان فدا کرتی ہے۔ خامیاں اور بُرائیاں تلاش کرنا تو دور کی بات ہے وہ محبوب کی برائی سنتا بھی پسند نہیں کرتی، برائی کرنے والوں سے منہ پھیر لیتی ہے۔ پھر کبھی پلٹ کر نہیں دیکھتی۔ اللہ تعالیٰ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم

۴۴ سورہ مد. ۱۲۷، جامع الرضوی، جلد ۲، صفحہ ۳۰۹

۴۵ سورہ سبا: ۱۳-۱۲، سورہ اسرار: ۱۰، جامع الرضوی، جلد ۲، صفحہ ۳۱۰

۴۶ جامع الرضوی، جلد ۲، صفحہ ۳۱۰ بحوالہ بخاری شریف، سورہ توبہ: ۱۰۸-۱۰۹

۴۷ سورہ حج: ۳۲، سورہ بقرہ: ۱۵۸

۹

کو اپنا محبوب بنایا۔ ہمارے لیے نمونہ بنایا۔^{۵۱۸} محبت کرنے اور محبت کی باتیں کرنے کا حکم دیا۔ ذہنی پراگندگی اور پریشاں خیالی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔ اللہ اکبر! عاشق کو آداب محبت سکھا کر جینے کا سبق بنا دیا۔

○

① نام نامی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ادب سکھایا۔ خبردار! نام لے لے کر اس طرح نہ پکارو اور نہ بلاؤ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے اور بلاتے ہوئے^{۵۱۹} اور خود بھی قرآن کریم میں نام لے کر خطاب نہ فرمایا جس طرح اور نبیوں کے نام لے کر خطاب فرمایا ہے۔^{۵۲۰}

② آپ کے خرام ناز اور چال کا یہ ادب بتایا کہ نہ بڑھ بڑھ کر باتیں کرو اور نہ چلتے چلتے آگے نکلو۔^{۵۲۱}

③ دولت کدے میں حاضری کا یہ ادب سکھایا کہ گھر کے باہر سے ہرگز ہرگز آپ کو آواز نہ دو۔ انتظار کرو کہ آپ خود باہر تشریف لے آئیں۔^{۵۲۲}

④ ازواج مطہرات کا یہ ادب بتایا کہ کبھی کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔^{۵۲۳}

⑤ دولت کدے پر حاضری کا ادب یہ بتایا کہ بغیر بلائے نہ جاؤ، جب کبھی کھانے پر بلائیں تو وقت پر جاؤ، یہ نہیں کہ پہلے سے چلے جاؤ اور کھانا پکنے کا انتظار کرتے رہو۔^{۵۲۴}

⑥ اور دعوت کا ادب یہ سکھایا کہ جب کھانا کھا چکو تو خواہ مخواہ بیٹھے باتیں نہ کرتے رہو کہ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے واپس چلے آؤ۔^{۵۲۵}

⑦ خلوت کدے میں کوئی خاص بات کرنے کا ادب یہ بتایا کہ اگر تنہائی میں بات کرنے کا ارادہ ہو تو پہلے اللہ کی راہ میں کچھ صدقہ دو (کہ تم ایک بڑے دربار میں حاضر ہو رہے ہو) پھر حاضر

۵۲۸ سورۃ احزاب : ۲۱ ۵۲۹ سورۃ نور : ۱۶۷ ۵۳۰ سورۃ مائدہ : ۴۱ ، ۴۲

انفال : ۶۴ ، ہود : ۴۸ ، بقرہ : ۲۵ ، قصص : ۳۰ ، صفت : ۱۰۴ ، ۱۰۵

۵۳۱ سورۃ حجرات : ۱ ۵۳۲ سورۃ حجرات : ۴-۵ ۵۳۳ سورۃ احزاب : ۵۳

۵۳۴ سورۃ احزاب : ۵۷ ۵۳۵ سورۃ احزاب : ۵۳

ہو کر سرگوشی میں بات کر سکتے ہو۔^{۵۶}

۸۔۔۔ محفل کا ادب یہ سکھایا کہ جب سرکارِ دو عالم گفتگو فرما رہے ہوں تو خوب کان لگا کر سنو کہ دوبارہ متوجہ کرنے کی نوبت ہی نہ آئے کہ یہ بات بھی ادب کے خلاف ہے۔ اگر متوجہ کرنا ہو تو انظرنا کہو یعنی ہم پر دوبارہ نظر کرم فرمائیے۔^{۵۷}

۹۔۔۔ بات کرنے کا ادب یہ سکھایا کہ جب آپسے باتیں کرو تو خبردار آپ کی آواز سے اونچی آواز نہ کرنا اور نہ تڑخ کر بولنا ایسا نہ ہو کہ اس بے ادبی کی وجہ سے تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر تک نہ ہو۔^{۵۸}

۱۰۔۔۔ مجلس مشاورت کا ادب یہ بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسئلے پر گفتگو کے لیے بلائیں اور سب جمع ہوں تو خبردار! بغیر آپ کی اجازت کے کوئی اٹھ کر نہ جائے۔ اگر کوئی اجازت لینا چاہے، جس کو چاہیں آپ اجازت دیں اور جس کو چاہیں اجازت نہ دیں۔

۱۱۔۔۔ یہ محفل بڑی عالی محفل ہے۔ جو لوگ اڑ لے کر چپکے سے چلے جاتے ہیں، اللہ ان کو دیکھتا ہے، خبردار! ایسا نہ کرو کہیں تم کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاؤ اور تم پر دردناک عذاب نہ آن پڑے۔^{۵۹} اللہ اکبر یہ وہ بارگاہِ ادب ہے جہاں آواز اونچی کرنے پر اعمال ضائع ہو رہے ہیں۔^{۶۰} جہاں محفل سے بلا اجازت چلے جاتے پر دردناک عذاب کی وعید سنائی جا رہی ہے۔ بیشک۔

ادب گئے ست زیر آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنبہ بازید ایں جا

۱۲۔۔۔ آپ کے فیصلے کا یہ ادب کہ جو فیصلہ فرمادیں، دل سے تسلیم کیا جائے، ذرہ برابر دل میں غبار نہ رکھا جائے۔^{۶۱}

^{۵۶} سورہ مجادلہ: ۱۱۲، ۱۱۳، ۵۸ ^{۵۷} سورہ بقرہ: ۱۰۴ ^{۵۸} سورہ بقرہ: ۱۰۴

^{۵۹} سورہ حجرات: ۲-۳ ^{۶۰} سورہ نور: ۶۲ ^{۶۱} سورہ نور: ۶۲

^{۶۲} سورہ نور: ۶۳ ^{۶۳} سورہ حجرات: ۲ ^{۶۴} سورہ نساء: ۱۶۵

۱۳۔۔۔۔۔ وہ فیصلہ فرمادیں تو کسی کو کوئی اختیار نہیں ^{۶۵}۔۔۔۔۔ وہ بے اختیار نہیں اُن کے سامنے ہم بے اختیار ہیں۔

۱۴۔۔۔۔۔ آپ کے حکم کا یہ ادب کہ جب بلائیں فوراً حاضر ہو جاؤ، ^{۶۶} خواہ نماز ہی میں کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔

۱۵۔۔۔۔۔ حکم کی تعمیل میں ذرا سی سستی پڑتین صحابہ کرام کی وہ گرفت ہوئی کہ اُن کی جان پر بن گئی زمین

باوجود وسعت کے تنگ ہو گئی، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بولنا کیا بند کیا، سب نے بولنا

بند کر دیا

تو کیا بدل گیا کہ زمانہ بدل گیا !

چالیس دن اسی کرب و اضطراب میں گزر گئے پھر وحی نازل ہوئی، توبہ قبول ہوئی، جان میں جان

آئی، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گلے لگایا، سب نے گلے لگایا، سب بولنے لگے۔۔۔۔۔

۱۶۔۔۔۔۔ ازواجِ مطہرات کا یہ ادب کہ اُن کو مومنین کی مائیں قرار دیا ^{۶۷} اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا

یہ ادب کہ آپ کو باپ کہنے سے منع کر دیا گیا کہ آپ اللہ کے محبوب اور رسول ہیں۔۔۔۔۔ آپ

کی شان بہت عالی ہے۔۔۔۔۔ بھائی تو بھائی، آپ کو باپ کہنا بھی گستاخی ہے۔۔۔۔۔

۱۷۔۔۔۔۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ادب کہ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد ازواجِ مطہرات

کو مومنین پر حرام کر دیا، ^{۶۸} اور فرمایا کہ اُن سے کسی کا نکاح کرنا اللہ کے نزدیک بہت بڑی حُجرات

ہے۔۔۔۔۔ وہ زندہ ہیں، وہ پابندہ ہیں۔

۱۸۔۔۔۔۔ اللہ کے حضور گناہوں کی معافی مانگنے اور توبہ کرنے کا یہ سلیقہ بتایا کہ جب گناہ ہو جائے تو

سیدھے ہمارے پاس نہ آؤ، ہمارے محبوب کریم کے پاس جاؤ پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو، توبہ کرو

اور آپ بھی اُس کی سفارش فرمائیں تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پائیں

گے۔۔۔۔۔

۶۵ سورۃ احزاب : ۳۶ ۶۶ سورۃ انفال : ۲۴ ۶۷ سورۃ توبہ : ۱۱۷

۶۸ سورۃ احزاب : ۶ ۶۹ سورۃ احزاب : ۴۰ ۷۰ سورۃ احزاب : ۵۳

۷۱ ایضاً : ۵۳ ۷۲ سورۃ نساء : ۶۴

۱۹) اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلے سے آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہوں کی بخشش کا وعدہ فرمایا اور دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی۔ بیشک آپ رحمت عالم ہیں۔ آپ کے ہوتے امت پر عذاب ہو ہی نہیں سکتا۔

۲۰) اللہ تعالیٰ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنابیں ذرا سی بھی ایذا رسانی گوارا نہیں۔ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ اس طرح نہ ستانا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے ماننے والوں نے ستایا تھا۔ پھر فرمایا کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قول و عمل سے ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے اور آخرت میں ذلت کا عذاب اور دردناک عذاب۔ جب ادنیٰ سی ایذا رسانی پر یہ وعیدیں ہیں تو آپ کی شان میں زباں دراز یوں اور گستاخیوں کا کتنا بڑا عذاب ہوگا؟

ایک منافق امام بدیتی سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹانے کے لیے نماز میں ہمیشہ سورہ عبس پڑھا کرتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابی کو بھیج کر اس منافق امام کا سر قلم کرادیا حالانکہ وہ قرآن ہی پڑھا کرتا تھا مگر نیت میں کھوٹ تھا، گردن زدنی قرار دیا گیا۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی اور بدیتی برداشت نہیں کر سکتے تھے، یہ اس سچی محبت کا تقاضا تھا جس سے ان کے سینے روشن تھے۔



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسی محبت کرتے تھے اور آپ کا جیسا ادب اور تعظیم کرتے تھے، اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ادب و تعظیم کے جو ایمان افروز مناظر دیکھے ان کو بیان کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں: قسم خدا کی بادشاہ کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں۔ میں قبضہ کسریٰ

۳۳ سورہ نوح : ۲ ۳۴ سورہ انبیاء : ۱۰۰ ۳۵ سورہ انفال : ۳۳

۳۶ سورہ احزاب : ۵۳، ۶۹ ۳۷ سورہ احزاب : ۵۷ ۳۸ سورہ توبہ : ۶۱

۳۹ تفسیر روح البیان، جلد ۱، ص ۳۳۱

اور نجاشی کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اُس کے ساتھی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی اُن کی تعظیم کرتے ہیں۔

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ مناظر اُس وقت دیکھے جب وہ مشرف باسلام نہ ہوئے تھے۔ وہ فرماتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم)۔

○ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی لپکنے کے لیے آپس میں جھپٹتے تھے۔

○ آپ کی بارگاہ میں اونچی آواز سے نہ بولتے تھے۔

○ چہرہ مبارک کو آنکھ بھر کے نہیں دیکھتے، سر جھکائے بیٹھے رہتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ادب و تعظیم کے واقعات کیا بیان کیے جائیں، وہ سراپا محبت تھے۔

وہ سراپا ادب تھے۔ چند واقعات پیش کیے جاتے ہیں۔

① — ایک مرتبہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی ایک لگن میں لیے باہر آئے تو صحابہ جھپٹ پڑے، جس کو پانی کا ایک قطرہ نہ ملا اس نے دوسرے صحابی کی ہاتھ کی تری کو چھو کر اپنے چہرے پر مل لیا۔

② — ایک صحابی، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کجھل اتار رہے تھے ارد گرد گھیر ڈالے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے تھے، زمین پر گرنے سے پہلے بالوں کو اپنے ہاتھ پر لے لیتے۔ اور بطور تبرک محفوظ کر لیتے۔ آج پوری دنیا میں یہ تبرکات محفوظ ہیں۔

③ — حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میرے پاس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال ہونا میرے نزدیک دنیا و بانیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

④ — حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لکڑی کے پیالے کو

۵۸۰ بخاری شریف، جلد ۳، ص ۳۷۹ ۵۸۱ ایضاً، ص ۳۷۹ ۵۸۲ بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف

ص ۷۲، ۵۸۳ مسلم شریف، جلد ۲، ص ۲۵۶ ۵۸۴ بخاری شریف، جلد ۳، ص ۲۹

جان سے لگا کر رکھا تھا^{۸۵}۔ جس کو ایک جاں نثار نے آٹھ لاکھ درہم میں خریدا۔

۵۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی وصیت کے مطابق کفن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتا پہنایا گیا، آپ کی چادر میں لپیٹا گیا، آپ کا تہبند باندھا گیا۔ گلے، منہ اور آنکھیں اعضا پر جو سجدہ کے وقت زمین پر لگتے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے موتے مبارک، اور تراشہ ناخن اقدس رکھے گئے^{۸۶}۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سامنے ہوں یا نہ ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی تعظیم و توقیر میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دلوں میں بسے ہوئے تھے۔ اور یہ ادب ان کو آپ ہی نے تعلیم فرمایا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہو تو سامنے نہ تھو کے^{۸۷}۔ کیوں نہ تھو کے؟ کہ اس طرف بیت اللہ ہے۔ بیت اللہ سامنے ہو یا نہ ہو، اس کی تعظیم و تکریم ہر مسلمان پر لازم ہے۔ ایک صحابی نے نماز پڑھتے وقت قبلہ کی طرف تھوک دیا، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوکتے ہوئے دیکھ لیا۔ فرمایا، آئندہ یہ شخص لوگوں کو نماز نہ پڑھائے^{۸۸}۔ اور پھر اُس نے کبھی نماز نہ پڑھائی۔ حضرت سائب بن خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شاید سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔ ”تو نے اللہ و رسول کو اذیت دی اور ان کو ستایا“^{۸۹}۔ اپنے کسی قول و عمل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ دیں۔

آپ کی تعظیم و توقیر مقصود حیات ہے، مطلوب پروردگار ہے۔ جس کا دل آپ کی محبت اور ادب و تعظیم سے خالی ہے وہ ایمان سے محروم ہے، یہی قرآن کا فیصلہ ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔ یہ ایک گوبر بے بہا ہے۔ تنہا نہ رہیں، سچوں کے ساتھ رہیں^{۹۰}۔ سچے وہ ہیں جن کی صحبت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت اور ادب و تعظیم پیدا ہو۔ جن کی صحبت میں آپ کے سینے محبتِ رسول علیہ التمجید والتسليم سے خالی ہونے لگیں اور آپ بے ادب و گستاخ

۸۵ بخاری شریف، جلد ۲، ص ۸۲۲ ۸۶ مرقاة شرح مشکوٰۃ شریف، جلد ۵، ص ۶۳۸ ۸۷ مشکوٰۃ شریف، ص ۶۹

۸۸ ایضاً، ص ۱، ۸۹ ایضاً، ص ۱، ۹۰ سورۃ توبہ، ۱۱۹

بننے لگیں اُن سے اس طرح بچیں جس طرح انسان درندوں سے بچتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوشیار رہیں۔۔۔ درندوں سے تو صرف جان کا خوف ہوتا ہے اور ایسے انسانوں سے ایمان کا خوف رہتا ہے۔۔۔ ایمان ہی سب سے قیمتی متاع ہے۔۔۔ یہ لٹ گئی تو سب کچھ لٹ گیا۔۔۔

مولیٰ تعالیٰ ہمارے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت کا نقش جمائے۔۔۔

آپ کے حضور با ادب رکھے، پریشاں خیالیوں اور لب کشائیوں سے محفوظ رکھے آمین!۔۔۔

بلاشبہ بامراد ہوا جس نے اس درپر سر جھکایا۔۔۔ کامیاب ہوا جس نے ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔۔۔ سرفراز ہوا جو آپ کے نقش قدم چلتا رہا۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

کراچی

۷ جمادی الاول ۱۴۱۴ھ

۳ نومبر ۱۹۹۳ء

وَاللَّهُ
مَلِكٌ
يَوْمَ الدِّينِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



